سید شبیر حسین شاہ

اسلامی فلاحی ریاست (چند خدوخال)

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام از ابتدا تا انتہا فلاح و صلاح اور عدل و انصاف کا دین ہے۔ حدیث شریف میں اسلام کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ الدین النصیحه یعنی دین (اسلام) نصیحت و بھلائی ہے اور بھلائی اور بہتری کا یہی وہ عنصر ہے جو اسلامی ریاست کے ایک عام آدمی کی زندگی سے لے کر حکمرانوں کی زندگی میں "حقوق و فرائض" کی شکل میں ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔

پروردگار کی طرف سے انبیا کی بعثت بے شبہ عالم انسانیت کے لیے نعمت و احسان ہے اور دوسری مخلوقات کے لیے رحمت کی نوید۔ انبیا کی آمد دو طرح سے رحمت و برکت ہے :۔ اول یہ کہ اس نے ہدایت و اطاعت کا راستہ معین کیا۔ دوم یہ کہ ایک اجتماعی فلسفہ (اصول ہائے جہانبانی) عطا فرمائے۔ چند انبیاءؑ کرام مسند جہانبانی پر فائز نظر آتے ہیں مثلاً" حضرت یوسفؑ" حضرت داوٗدؑ ، حضرت سلیمانؑ" ، حضرت موسیٰؑ" حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔

اسلام کا نظریہ حکمرانی بہت واضح اور اصولی ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنے طرز عمل اور حکیمانہ ارشادات سے اسلام کے تصور حکمرانی کو واضح کر دیا ہے۔ آپؐ کی تعلیمات اور ان کی عملی شکل درج

ذیل ذرائع سے ہم تک پہنچی ہے۔

اول۔ تعلیمات قرآن کے ذریعے' جس کی آپؐ نے تبلیغ کی۔ اپنے پیروکاروں کو ان کی اطاعت کا خوگر بنایا۔

دوم۔ اپنے حکیمانہ' مدبرانہ اور اصلاحانہ ارشادات عالیہ جو حدیث کی کتابوں میں ہمارے لیے نشان منزل ہیں' متعارف کرایا۔

سوم۔ عہدے داروں کے لیے آپؐ کے فرامین و ہدایات' معاہدے اور متعدد دوسرے احکام جو ایک فلاحی اسلامی ریاست کے خدوخال کو نمایاں کرتے ہیں' کتابوں میں مذکور ہیں۔

چہارم۔ منورہ مدینہ میں آپؐ کی قائم کردہ ابتدائی اسلامی ریاست جو اپنی ہیئت میں منضبط اور اصولی تھی' لوگوں کی رہنمائی کا باعث بنی۔

پنجم۔ خلفائے راشدینؓ کے دور کی اسلامی ریاست' جو تعلیمات قرآن' ارشادات نبویؐ اور عوام کی فلاح کے نقطہ نظر سے اسلام کا درخشاں عہد کہلاتی ہے۔ مشعل راہ ثابت ہوئی۔

ششم۔ علما' محدثین' فقہا اور فلاسفہ کے اصول جہانبانی کے سلسلے میں اقوال و تشریحات' جو اسلامی فلاحی ریاست کی ہیئت کو مزید واضح کرتے ہیں' سب کے سامنے ہیں۔

ہفتم۔ کئی مسلم حکمرانوں کے عہد کی نظیر جو اسلامی تصور حکمرانی کا زندہ ثبوت ہیں اور ایک فلاحی ریاست کی بہترین مثال۔ مثلاً" حضرت عمرؓ بن عبد العزیز کی ریاست' قطب الدین ایبک' شمس الدین التمش' شیر شاہ سوری کی حکومت۔

جس دور اور جس علاقے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مبعوث ہوئے وہ دور فترت و جاہلیت کا اور وہ علاقہ بدترین وحشت کا مظہر تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن تھا۔ ایک گروہ دوسرے گروہ سے عناد رکھتا تھا

اور ایک فرد دوسرے فرد کے خون کا پیاسا تھا۔ زبردست' کمزور کے حقوق کا غاصب اور زیر دست ہر لحہ ظلم و ستم کی چکی میں پستا رہتا تھا۔ معمولی رنجشیں سینکڑوں سالوں کی لڑائی پر محیط ہو جاتی تھیں۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ دنیا کے ہر خطے میں نہ کوئی اصولی سیاست تھی' نہ کوئی نظام جہانبانی۔ نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی طرز زندگی۔

شیوخ قبائل اگرچہ انتظامی امور نمٹاتے تھے اور صلح صفائی کرواتے تھے مگر اقتدار و اختیار سے محروم تھے' کسی فیصلے پر عمل در آمد نہ کرا سکتے تھے۔

اسلامی سیاسیات میں سلطنت کے تنظیمی ڈھانچے کو ریاست' سلطنت یا حکومت کے نام سے یاد نہیں کیا گیا بلکہ خلافت' امامت اور امارت کی اصطلاحات اختیار کی گئی ہیں۔ اور جو فرق سٹیٹ اور گورنمنٹ میں ہے' وہی خلافت اور امامت و امارت کے درمیان قائم کیا گیا ہے۔ حکومت قانون کی متحرک قوت ہے۔ سلطنت یا ریاست اس رقبہ زمین کو کہا جاتا ہے جس پر حکومت قائم ہو اور جہاں انسانوں کی سیاسی تنظیم ایک اجتماعی ہیئت اختیار کر لیتی ہے۔ اسلامی اصطلاحات میں نظم مملکت سے مراد ہے سیاسی' ملکی' مالی اور عدالتی نظام۔ اسلامی نظام حکومت میں معمولی فرق کے ساتھ خلافت' امامت اور امارت کا مفہوم ایک ہی ہے' یعنی شرعی اصولوں کے مطابق قائم کی گئی حکومت۔ اس حکومت کے سربراہ کو خلیفہ' امام اور امیر کہا جا سکتا ہے' اور اسلامی حکومت کا رئیس بھی جو تینوں خطابات کو حاوی ہے۔ موجودہ تحریر میں خلافت کا ذکر ہو یا خلیفہ کا' امارت کا لفظ آئے یا امیر کا' امامت پر گفتگو ہو یا امام پر۔ مطلب یہی سمجھا جائے یعنی اسلامی ریاست کا انتظام اور اس کا رئیس۔

قرآن مجید میں اللہ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے' اور خلافت کو زمین پر نظام خداوندی کا مظہر قرار دیا ہے اس سے روگردانی کرنے والوں کو مجرمین کہا ہے اور گروہ مجرمین کے لیے ہلاکت و عذاب کی خبر دی ہے۔

قرآن مجید نے خلافت اور خلیفہ کے لیے درج ذیل عناصر کو ضروری قرار دیا ہے۔

ا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت عدل و انصاف کیا جائے (سورہ ص - ۲۶) سربراہ صحت مند صاحب علم و حواس ہو۔ (البقرہ - ۲۴۷)

۲ خلافت کے حق دار وہ ہیں جو ایمان لائیں اور لوگوں کی خیر خواہی کے کام کریں۔ (سورہ النور - ۵۵) متقی ہوں (الحجرات - ۱۳)

۳ خلافت کے حق دار وہ ہیں جو حکومت ملنے کے بعد خدا کی عبادت کریں، مستحقین کی مالی اعانت کریں، لوگوں کو نیکیوں کی تاکید کریں۔ برائیوں سے روکیں۔ (سورہ الحج)

۴ روئے زمین کے وارث وہ ہوں گے جو صالحیت و صلاحیت سے بہرہ مند ہوں گے۔ (سورہ الانبیا)

۵ حکومت و سلطنت کا وارث وہی ہو سکتا ہے جو مالک کے خزانوں کی حفاظت بھی کرے اور علم بھی رکھنے والے ہو (امور سلطنت کا ماہر) (سورہ یوسف ۵۵ - ۵۴)

قرآن مجید نے وارثان حکومت کی کئی صفات بیان کی ہیں، جن سب کا احصا ممکن نہیں۔ درج بالا صفات کا ذکر ہی کافی ہے۔ خلافت کے لغوی معنی ہیں جانشینی کے اور اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے جانشین کی حیثیت سے شرعی اصولوں کے مطابق دینی اور دنیاوی امور میں فرمانروائی کرنا اور شرعی نقطہ نظر سے یہ فرمانروائی شریعت کے دستور اور قوانین کی پابندی ہوتی ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون بحوالہ اسلام کا نظام مملکت از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن) خلافت کا حقیقی مقصد ناموس اسلام کا تحفظ اور شرعی زاویہ نگاہ سے حکومت کے نظم و نسق کی تنظیم اور اس کا قیام ہوتا ہے۔ (ایضاً) علامہ الماوردی نے خلیفہ کی یہ خصوصیات بیان کی ہیں۔

خلیفہ کے لیے علم' عدالت' کفایت اور ان اعضا اور حواس کی صحت ضروری خیال کی جاتی ہے جن کا اثر رائے و عمل پر پڑتا ہو۔ خلیفہ میں کم سے کم اتنی علمی استعداد لازمی خیال کی جاتی تھی کہ وہ نئے نئے مسائل کا اپنی اجتہادی قابلیت سے فیصلہ کر سکے۔ عدالت سے مراد بلند سیرت اور معاصی سے اجتناب ہے۔ کفایت کا مفہوم یہ ہے کہ آئین اور حدود اسلام کے نافذ کرنے کی قوت رکھتا ہو' فوجی بصیرت ہو' وقت پر جہاد کا جوش و ولولہ پیدا کر سکے۔ اور صاحب فہم و درایت ہو۔ (دیکھیے الاحکام السلطانیہ ص ۱۴ مزید دیکھیے مقدمہ ابن خلدون' ص ۱۵۲)

خلیفہ اور خلافت کے سلسلے میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسلامی سیاست میں دینی حکومت دنیاوی حکومت پر حاوی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی سیاست میں دین و دنیا بین بین چلتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد پاک ہے:۔

"اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں' دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگاہ بان ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہ بان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے۔" (کنز العمال)

مدینہ کی اسلامی ریاست پر جسے رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم نے قائم کر کے کائنات کی تکلیف کو راحت میں بدل دیا' دو پہلوؤں سے گفتگو فرمائی۔

اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی انتظامی ہیئت حاکمہ جو کہ اسلامی ریاست ہے اور دوم آپؐ نے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو کارنامے ریاست کے توسط سے بحسن و خوبی سرانجام دیے' اور یہی اصل روح ہے اسلامی فلاحی ریاست کی۔

مدینہ بھی باقی خطہ عرب کی طرح لاقانونیت اور سیاسی عدم استحکام کا شکار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہاں آپؐ نے ایک اسلامی تشخص کی بنیاد رکھی۔ مسجد نبویؐ ابتدائی اسلامی ریاست کا پہلا دربار تھی' جہاں نزاعات کے فیصلے کیے جاتے تھے اور بلاشبہ آپ معاملات کے نگران اعلی تھے۔

جب مدینہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان داخلی و سیاسی امن قائم ہو گیا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مدینہ کی مختلف اقوام و قبائیل کے درمیان ایک اور سیاسی معاہدہ کیا' جو صحابہ کرامؓ اور مدینے کے قدیم قبائل سے تعلق رکھنے والے مشرکین اور یہود مدینہ کے درمیان طے پایا۔ اس معاہدے کو "میثاق مدینہ" کہا جاتا ہے' لیکن تاریخ اور سیرت کی کتب میں اسے "صحیفہ" کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ترپن (۵۳) دفعات پر مشتمل یہ معاہدہ گوناگوں سیاسی اہمیت کا حامل ہے۔ مثلاً" دفعہ نمبر۱ میں مسلمانوں کو ایک سیاسی وحدت (امت) قرار دیا گیا ہے۔ دفعہ نمبر۲ تا نمبر۱۰ میں معاہدہ میں شامل تمام مدنی قبائل کے سابقہ خون بہا کے طریقے کو برقرار رکھا گیا ہے۔ شق نمبر۱۱ تا نمبر ۲۴ میں اہل ایمان کی ذمہ داریاں گنوائی گئی ہیں۔ شق نمبر۲۵ تا نمبر۳۶ میں یہودیوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ شق نمبر۳۷ تا نمبر۵۳ میں معاہدہ کے تمام فریقوں کی قیام امن اور دفاع کی مشترکہ ذمے داریوں کو واضح کیا گیا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و سلم کو آخری حکم مانا گیا ہے۔ سن ایک ہجری میں میثاق مدینہ کی رو سے جو منظم ریاست قائم ہوئی۔ وہ صرف ڈیڑھ سو کلومیٹر پر محیط تھی۔ جس کے چند گنتی کے محلے تھے اور آبادی صرف چند ہزار تھی۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی زیر نگرانی سیاست اسلامی کے تحت یہ اسلامی سلطنت صرف دس سال کے عرصے میں اتنی پھیلی کہ پندرہ لاکھ مربع کلومیٹر کے وسیع علاقے میں اسلامی پرچم لہرارہا تھا۔ اوردور فاروقی میں یہ رقبہ اکیس لاکھ

مربع کلومیٹر سے سے بڑھ گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسلامی ریاست کے پھیلاؤ کا نقطہ آغاز میثاق مدینہ ہے جو مدنی رعایا کی فلاح و صلاح کا ضامن ٹھہرا مثلاً"۔

(اس معاہدے پر) مدنی قبائل' بشمول یہود نے بہ رضا و رغبت صاد کیا اور متفقہ طور پر اپنا حق رائے وہی استعمال کیا' کسی کو مجبور کیا گیا' نہ کسی کو لالچ دیا گیا۔

- قبائل کے انتشار کو ختم کر کے انھیں اس معاہدے کے لیے متحد کیا گیا۔ اگرچہ ان کا علیحدہ تشخص بھی تسلیم کیا گیا' مگر ہر فریق کو مساوی حیثیت دے کر بھی سلطنت مدینہ کے حوالے سے انھیں ایک کر دیا۔
- اس معاہدے میں دفعہ ۲۴ کے تحت آخری فیصلہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا۔ دفعہ ۳۷ کے تحت آپ کو منصف اعلیٰ قرار دیا گیا ہے۔
- معاہدے کی دفعہ ۱۶ اور دفعہ ۲۶ کے تحت غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔ انھیں سیاسی حیثیت سے مساوی اور دینی حیثیت سے آزاد قراد دیا گیا۔
- صحیفے کی شق نمبر ۱۳ کے تحت تمام اہل ایمان کو ظالم کی مخالفت کرنے کا اور دفعہ ۱۱ کے تحت مفلس' قلاش اور مقروض کو مدد دینے کا پابند بنایا گیا۔
- معاہدے کی دفعہ ۴۵ کے تحت یہ لازم قرار دیا گیا کہ "کسی عورت کو اس کے خاندان والوں کی اجازت کے بغیر (دوسرا قبیلہ یا خاندان) پناہ نہیں دے گا۔"
- میثاق کی شق نمبر ۴۳ کے تحت مدینہ کی سرزمین کو مقدس گردانا گیا۔ اور دفاع کی ذمہ داری معاہدے کے تمام قبائل پر ڈال دی گئی۔ دفعہ ۴۲ میں جنگی مصارف ہر قبیلے کو خود برداشت کرنے کا

پابند بنایا گیا۔

میثاق مدینہ در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی سیاسی بصیرت کا پہلا کارنامہ تھا جو بعد کی اسلامی فلاحی ریاست کا ماخذ قرار پایا۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست کے انتظامی خدوخال اختصار کے ساتھ پیش کر دیے جائیں۔

خلافت عظمیٰ : دنیا میں صرف ایک خدا کی عالم گیر عظمت قائم کرنا اس کا مقصد ہے۔ بقول علامہ آلوسی "آدم اور تمام پیغمبر خلیفتہ اللہ کا عہدہ رکھتے ہیں اور روئے زمین پر عمرانی، سیاسی، اجتماعی اور حکومتی سرگرمیوں میں خدا کی نیابت کرتے ہیں۔

خلافت عامہ : دنیا میں ایک عام طرز کی حکومت قائم کرنا تاکہ صحیح تمدن قائم ہو اور بدامنی دور ہو۔

خلافت راشدہ : بہتر سے بہتر طرز حکومت خلافت راشدہ ہے، جس میں خلیفہ خدا اور عوام دونوں کے سامنے جواب دہی کا گہرا احساس رکھتا ہے۔ نیز یہ کہ حکومت کی بنیاد عدل و احسان اور شوریٰ پر ہوتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی اسلامی ریاست میں مندرجہ بالا تینوں قسم کی حکومتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) حاکمیت کبریٰ : کائنات میں حکمرانی صرف اللہ کی ہے۔ قرآن کریم میں حکمرانی ایک امانت قرار دی گئی ہے۔

(۲) مشاورت : اہم معاملات میں باہم مشورہ کیا جائے جیسا کہ قرآن میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

(۳) قانون کی بالادستی : اسلامی حکومت میں ہر حالت میں قانون کو بالادستی

حاصل ہے۔

(۴) صدر ریاست کا انتخاب : خلافت راشدہ میں انتخاب کے مختلف جمہوری و عوامی طریقے اختیار کیے گئے۔ مثلاً" حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انتخاب سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا، جس کی بیعت عامہ کے ذریعے توثیق ہو گئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کو صدیق اکبرؓ نے نامزد کر دیا۔ اور اصحاب حل و عقد نے توثیق کی حضرت عثمان غنیؓ کو ایک مشاورتی کمیٹی نے منتخب کیا۔ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ کو عوام الناس نے خلیفہ چنا۔

(٦) انتظام سلطنت : اسلامی سلطنت میں انتظامی خاکہ بہت واضح اور عوامی ہے، جس پر الگ الگ مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(الف) امامت کبریٰ : حکومت و ریاست کی اعلیٰ انتظامی مشینری جس کے عناصر ترکیبی یہ تھے (۱) امیر مملکت (۲) امین الملت (۳) اولوالامر (۴) کاتب (۵) ترجمان (٦) امین الخاتم

(ب) مجلس وزرا : دور نبویؐ میں یہ دراصل مجلس شوریٰ تھی اور موقع و محل کے مطابق انھی میں سے اہل لوگوں کو مختلف امور کی ذمہ داریاں سونپ دی جاتی تھیں۔

(ج) شعبہ دینی : یہ شعبہ ان امور کی نگرانی کرتا تھا۔ (۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر (۲) دعوت و تبلیغ (۳) احتساب (۴۴) تعلیم و تربیت۔ اس شعبے کا امیر ہر زمانے میں امام ہوتا ہے۔

(د) شعبہ امن عامہ : امن و امان کا قیام اس شعبے کی ذمہ داری ہے اس کی تشکیل اس طرح ہے۔ (۱) امام (۲) اعیان الامت (۳) امیر الرایہ (۴) امیرالامن۔

(ہ) شعبہ امور خارجہ ۔ دنیا میں عالم گیر امن کی ذمہ داریوں کو پورا

کرنے کے لیے اسلامی ریاست کی طرف سے خارجی معاملات کا ذمہ دار ہے۔ سفارتی تعلقات، معاہدات اور دوسرے امور انجام دیتا ہے۔ اس کے عہدے دار یہ ہیں۔ (ا) امیر (۲) وزیر خارجہ (۳) دفتر خارجہ (۴) سفرائے مملکت

(و) شعبہ امور داخلہ : اسلامی ریاست میں اندرونی نظم و نسق اور امن کی ذمہ داری اس شعبے کا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مدینہ کے داخلی امن اور بہتر نظم و نسق کے لیے بلحاظ ضرورت متعدد اقدامات کیے۔

(ح) شعبہ عدل و انصاف : عدل و انصاف کے بغیر فلاحی و دینی سلطنت کا تصور محال ہے۔ قرآن و سنت میں بہت سے احکام اس سلسلے میں موجود ہیں۔ یہاں صرف مذکورہ شعبے کے انتظامی ڈھانچے کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس طرح ہے۔ (ا) عدالت عالیہ مرافعہ امامت کبریٰ (۲) عدالت عالیہ وزارت عدل (۳) عدالت عالیہ (۴) ابتدائی عدالتیں۔ یہ تھیں۔ (ا) عدالت اصلاح (۲) عدالت تحکیم (۳) عدالت حاکم ابتدائیہ (۴) عدالت حاکمہ مصر۔

(ف) شعبہ نظام اقتصادی : اس شعبے کے ذمہ ارضی پیداوار کا انضباط، محاصل کی تحصیل اور جمع آوری، سرمایہ اور محنت کی متوازن شیرازہ بندی، زراعت، صنعتی، تجارتی اور مالی امور کی نگہداشت، بیت المال کے مدات آدمی، اسلامی ریاست میں ضروریات زندگی کی مادی تقسیم، برابر کی خوشحالی کی کفالت اور دوسرے اقتصادی و معاشی امور تھے۔ شعبے نظام اقتصادی کے مطابق اسلامی ریاست میں انسان کے چار بنیادی معاشی حقوق ہیں۔ (ا) رہنے کے لیے گھر (۲) تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا (۳) کھانے کے لیے روٹی (۴) پینے کے لیے

پانی۔ معاشی ذرائع یہ ہیں۔ (۱) زراعت (۲) تجارت (۳) صنعت و حرفت (۴) وراثت (۵) بیت المال۔ مال کی تقسیم کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ و سلم کا یہ حکم مشعل راہ ہے۔ "کتاب اللہ کے مطابق اپنا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو جن کا حق مقرر کر دیا گیا ہے۔

(ف) انتظام آبادی : حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے انتظام آبادی کے سلسلے میں چار نکات کو ہدف بنایا۔ (۱) تنظیم (۲) تعلیم و تحقیق (۳) اشتمال و استعمال اراضی (۴) امداد باہمی اور اپنی مدد آپ۔ آپؐ نے مدینہ پہنچنے کے پہلے ہی سال مردم شماری کروائی۔

(ع) شہری نظام : اسلامی فلاحی ریاست میں شہروں کے قیام اور وہاں کی ضرورتوں کی مکمل منصوبہ بندی کی گئی اور شہری نظام کو وسیع' فعال اور فلاحی بنانے کے لیے خاص اصول مقرر کیے گئے۔

شہروں میں مقامی حکومتیں قائم کی گئیں اور ضروری سہولتیں فراہم کی گئیں۔ احتساب کا محکمہ قائم کیا گیا' جس کا فریضہ یہ تھا کہ اچھے کام جاری کرے اور برے کاموں کو روکے۔ راستوں کو کھلا رکھا جائے' صاف رکھا جائے اور آمد و رفت کو آسان بنایا جائے۔ نہ راستوں پر بیٹھ جائے' نہ راستوں پر رفع حاجت کی جائے' نہ وہاں تجاوزات بنائے جائیں۔ اس سلسلے میں حضورؐ کے واضح ارشادات موجود ہیں۔ بلدیات (حکومت) کی ذمہ داری ہے کہ شہریوں کو رہائشی مکانات بنا کر دے۔ مال داروں کے مکانات ان کے اپنے خرچ پر اور غریبوں کے مکانات بیت المال سے بنوائے جائیں۔ معاشرے میں ایک دوسرے کو سہولت پہنچائی جائے اور ایذا دہی سے بچا جائے۔ حفظان صحت کے سلسلے میں ارشادات رسالت ہیں۔ مثلاً" ملاوٹ کی ممانعت' بیماری اور بیماروں کے سلسلے میں بدریات وغیرہ۔ مساوات و اخوت کو رواج دیا

جائے' خادموں اور ملازموں کو مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں۔ جان' مال اور عزت کو قرار دے کر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے شہری نظام کو امن و سکون دیا۔ اور داخلی بے چینی اور عدم اطاعت کا راستہ بند کر دیا۔ اس طرح اسلامی حکومت کے خدوخال متعین کیے گئے اگر ان پر اخلاص سے عمل کیا جائے تو حالات بالکل بدل سکتے ہیں۔

☆ ✶ ☆